مختصر حالات

حضرت شاہ کمال اللہ

رحمۃ اللہ علیہ

(حضرت مچھلی والے شاہ صاحبؒ)

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم

صاحبزادہ وجانشین

سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام

سید عبدالسلام شکیل

شکیل کمپوزنگ سنٹر — متصل مسجد رضیہ، روبرو فائر اسٹیشن، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد۔ ۳۶

تفصیلات کتاب

نام کتاب	مختصر حالات - حضرت مچھلی والے شاہ صاحبؒ
مؤلف	حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم
صفحات	۱۶
تعداد اشاعت	پانچ ہزار
سنہ اشاعت	سنہ ۲۰۰۶ء م سنہ ۱۴۲۷ھ
کتابت وسرورق	شکیل کمپوزنگ سنٹر روبرو فائر اسٹیشن، سیلر، متصل مسجد رضیہ، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد-۳۶ فون: 9391110835, 9346338145
طباعت	عائش آفسیٹ پرنٹرس روبرو فائر اسٹیشن، سیلر، متصل مسجد رضیہ، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد-۳۶ فون: 9391110835, 9346338145
قیمت	-/10 روپئے

فہرست مضامین

۱) نام اور وطن ....

۲) سکونت ....

۳) تعلیم ظاہری ....

۴) حلیہ اور لباس ....

۵) بیویاں اور اولاد ....

۶) ہمعصر صوفیاء ....

۷) ہمعصر علماء محققین ....

۸) تربیت باطنی ....

۹) خلافت وعطایا ....

۱۰) مستقل سکونت وسلسلہ رشد وہدایت ....

۱۱) طبیعت کی موزونیت اور شعر وسخن ....

۱۲) خصوصی خلفاء ....

۱۳) شاہ کمال اور سلسلۂ کمالیہ ....

۱۴) وصال ....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر حالات زندگی
حضرت شاہ کمال اللہؒ

نام اور وطن

نام اور وطن! آپ کا نام جمال الدین تھا کمال اللہ شاہ کے لقب سے ملقب ہوئے اور مچھلی والے شاہ کی عرفیت سے مشہور ہوئے۔ سن ولادت ۱۲۸۰ھ ہے۔

آپ کے ابا کا نام محمد محی الدین اور دادا کا نام برہان الدین اور پردادا کا اسم گرامی شفیع الدین تھا۔ حضرت کا وطن سری رنگا پٹنم میسور تھا۔ لگ بھگ ڈیڑھ صدی پہلے جنوبی ہندوستان کے شہر حیدر آباد تشریف لائے اور سکندر آباد میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ آپ کے دو بھائی اور تھے ایک کا نام محمد بڈھن اور دوسرے محمد رحمٰن کے نام سے موسوم تھے لیکن والد ماجد کی تمنا اور آرزو شال کمال کی صورت میں ظاہر ہوئی اور دریائے معرفت کے آبدار موتی اور آسمان معرفت کے درخشاں ستارے مچھلی والے شاہ ہی ہوئے۔

محلّہ سنی پورہ سکندر آباد میں مقیم تھے۔ مارکیٹ میں کئی دکانیں تھیں، غلّہ اور چمڑے کا کاروبار تھا، خصوصاً خشک مچھلی کے بڑے تاجر تھے۔ مشرب صوفیانہ تھا جس کی بناء وہ مچھلی والے شاہ کے نام سے شہرت پائی۔

تعلیم ظاہری

آپ نے ابتدائی قرآنی تعلیم اور ابتدائی درسی کتابیں مولوی سید احمد صاحب سے پڑھی تھیں۔ تفسیر و حدیث اور احیاء العلوم کا مطالعہ فرماتے رہتے تھے اور تصانیف جامیؒ پر کافی عبور حاصل تھا، خط نستعلیق اچھا لکھتے تھے، شیخ عبدالحق مقدوم ساوی بیجاپوریؒ کی تصنیفات کو خود اپنے قلم سے لکھ رہا تھا دست مبارک کی قلمی کتابوں سے خود ان کے ذوق کتابت اور خصوصی کتابوں سے لگاؤ اور علمی شغف کا اندازہ ہوتا ہے۔ عوارف المعارف اور فصوص الحکم بھی زیر مطالعہ رہتی تھیں ان سے بھی آپ کے خصوصی علمی ذوق کا بہ آسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حلیہ اور لباس

آپ کا قد میانہ، سبز رنگ، کتابی چہرہ، دراز بینی، لمبی ڈاڑھی، سینہ کشادہ، ہاتھ لانبے، آنکھیں سرمگیں اور مخمور، چہرہ متبسم نور برستا تھا جسم پر سفید ململ کا کرتا اور قدیم وضع کا پائجامہ پہنتے دو پلو کی کپڑے کی ٹوپی پہنتے سر پر عمامہ باندھتے عربی وضع کا رنگین رومال باندھتے کہیں باہر تشریف لے جاتے تو شیروانی زیب تن فرمالیتے۔ کاندھے پر رومال ہوتا اور پیر میں چڑھاویں جوتا، غرض درویشانہ لباس زیب بدن ہوتا تھا۔

لٹ پٹی دستار زیب سر تمام
دوش او رومال کھادی کا مدام
بایزید وقت شبلی زمن
قطب وقت قطب زمن قطب دکن

بیویاں اور اولاد

آپ کی پہلی بیوی تاج النساء تھیں (عقد کے بعد وفات تک جذب طاری رہا۔ سمجھدار، سلیقہ شعار اور صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ سالہا سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی تو خود آپ کی بیوی نے حضرت کے دوسرے عقد کا انتظام کیا۔ جب عقد ہو گیا تو دونوں ایک ہی جگہ ملکر رہتیں۔ جب پہلی بیوی کا انتقال ہونے لگا تو مریدین میں سے کسی عورت نے ان سے کہا! امّاں جان آپ نے فلاں کتاب پڑھنے کے لئے کہا تھا وہ کہاں ہے؟ تو فرمایا اب کتاب پوچھتی ہے دیکھ تو سہی ساری کتابیں طاق میں رہ گئیں میں تنہا جا رہی ہوں۔ وصال کے بعد حضرت شاہ کمالؒ نے انھیں ایک مرتبہ خواب میں دیکھا اور فرمایا، کہو دربار الٰہی میں کیا معاملہ پیش آیا؟ فرمایا کہ مجھے مرنے میں بڑا لطف آیا، اگر مولیٰ سو مرتبہ ہی زندہ کرے اور مارے تو میں مرنے کے لئے تیار ہوں۔

دوسری بیوی رابعہ بی صاحبہ تھیں، حضرت کے وصال کے چند سال پہلے سے جذب ہوا، جذب سے پہلے یہ بھی نماز وروزہ اور احکام شرع کی پابند تھیں مگر نسبتاً تیز مزاج تھیں، آخر تک ان سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ شاہ کمالؒ کے انتقال کے چند سال بعد وہ وفات پائیں۔ یہ دونوں الٰہی چمن میں پاس ہی مدفون ہیں۔

ہمعصر صوفیاء

آپ کا اپنے دور میں جن صوفیاء اکرام سے رابطہ تھا، یا شہرہ تھا یہ ہیں۔ (۱) آغا داؤد صاحب ابوالعلائی (۲) غلام افضل بیابانیؒ ورنگلی (۳) شیخ تاج الدین جنیدیؒ (۴) سید شاہ حسینؒ سجادہ روضہ گلبرگہ (۵) مولانا مفتی سید

مخدوم حسینی عرف خواجہ پیرؒ مفتی نظامیہ (۶) مولانا نعیم اللہؒ سکندری (۷) جامیؒ مدارسی (۸) سید عبدالحق شہ میر ثالثؒ (۹) حضرت یحییٰ پاشاہؒ (۱۰) سید بادشاہؒ (۱۱) حسینی واعظ مکہ مسجد (۱۲) مولانا عبدالقدیر حسرت صدیقیؒ، (۱۳) حضرت احمد حسین امجدؒ وغیرہ۔

ہمعصر علماء محققین

شمالی ہندوستان کے جن اہم علماء و عرفاء کی ہمعصری حاصل ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔ (۱) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (۲) حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ (۳) میر امداد علی علویؒ (۴) سید وارث علی شاہؒ۔ جنوبی ہند کے اساتذہ جامعہ عثمانیہ میں پروفیسر الیاس برنیؒ، مولانا مناظر حسن گیلانیؒ، ڈاکٹر میر ولی الدینؒ، شہرت کے مالک ہیں فلسفہ کی مایہ ناز شخصیت مولانا برکات احمد ٹونکیؒ جب حیدر آباد آئے اور شاہ کمالؒ کے بیان سُن کر بے حد متاثر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہوئے اور خلافت سے سرفرازی ہوئی۔

ہمعصر امراء میں نظامت جنگ، نثار یار جنگ، صمد یار جنگ، مولوی عبدالصمد بھوپالی، مرزا نظام شاہ لبیب تیموری، ابوسعید مرزا جج ہائیکورٹ اور بے شمار عوام و خواص حضرت شاہ کمالؒ سے خوب واقف اور آپ سے بہت متاثر تھے۔ شادی ہو چکی تھی کاروبار وسیع تھے، تجارت بھی خوب تھی، لیکن اس کے باوجود آپ کی دھن یہ تھی کہ کوئی مرشد کامل ملے اسی جستجو میں اکثر درویشوں فقراء اور فقیرانہ لباس میں کوئی درویش نظر آتا تو گھر لاتے خاطر مدارت کرتے، ایک عرصہ تک اسی طرح ہوتا رہا اور تلاش جاری رہی بعد مدت کے مقصود ہاتھ آیا۔

سلطان محمود اللہ بختیاریؒ

صاحب ھو، حق، سلطان محمود اللہ شاہؒ نے جب آپ کی دکان کی طرف گزر فرمایا تو خرمن کمال کو اپنی برق جمال سے نوازا اور داخل بیعت فرمایا۔ اس کے بعد آپ کی حالت نے پلٹا کھایا اور رفتہ رفتہ کاروبار بھی ختم اور طلب حق میں اتنا آگے بڑھے کہ مطلوب عین شہود ہو چکا تھا۔ چنانچہ اِسی کمال مشاہدے کی وجہ سے آپ کی نگاہِ بصارت بصیرت ہو چکی تھی جس کو دیکھتے جدھر نظر ڈالتے اپنے منظور حقیقی سے، مولیٰ مولیٰ، کہہ کر مخاطب ہوتے تھے۔

نظر پڑتی نہیں ہے غیر پر اب چشم بینا کی
میری آنکھیں تجلّی گاہ ہیں اِس ذات یکتا کی

تربیتِ باطنی!

ارادت وطلب کو دیکھ کر بیعت سے مشرف کیا اور علم باطنی سے خوب بہرہ اندوز کیا۔ آپ مرشد کے پاس خدمت میں رہے۔ اتباع شریعت کی سخت تاکید اور بڑا اہتمام تھا، اور اسرار ومعرفت کی تلقین فرماتے اور بڑے وجد وحال میں اکثر نعت شریف کا یہ شعر پڑھتے

محمد بندۂ بے مثل ومانند
خدارا بندہ و مارا خداوند

اور عبد ورب کی ماہیت اور حقیقی فرق وامتیاز میں کمال موشگافی سے کام لیتے تھے۔ عینیت حقیقی اور غیریت حقیقی اصطلاحی اور دو ذات ایک وجود پر زور دیتے تھے جو سلسلہ کمال اللّٰہی میں وجہ امتیاز ہے۔

عطاء خلافت

جب آپ کو علوم باطن میں کمال حاصل ہوا تو شاہ جیؒ نے ایک جلسہ طلب کیا جس میں علماء، صوفیاء، مریدین و معتقدین کی ایک خاصی تعداد موجود تھی جن کو حیرت تھی کہ ایک ایسے شخص کو خلافت عطاء ہو رہی ہے جو ظاہری علوم میں کوئی خصوصی دسترس نہیں تھے مگر شاہ جیؒ کی نظر انتخاب نے آپ کی اہلیت اور صلاحیت کو پالیا تھا۔

عطاء بوقت خلافت!

بموقع خلافت کوئی ٹوپی یا خرقہ نہیں بلکہ خلافت کا اعلان کر دینے کے بعد قرآن حکیم اور شاہ کمال کے دیوان مخزن العرفان کا ایک نسخہ عنایت فرمایا اور ہدایت دی کہ تمہاری آئندہ زندگی اور فلاح دارین کے لئے یہ دو نعمتیں کافی ہیں۔ بعد عطاء خلافت فرمایا کہ میاں آج توحید پر کچھ تقریر کرو فرط جوش اور مسرت میں پیر و مرشد کا حکم پورا کرنے اٹھے اور کفر حقیقی، توحید مطلق و مقید اور شریعت و طریقت کی جامعیت پر ایسی تقریر فرمائی کہ حاضرین حیران تھے۔ غرض شرح صدر ہو چکا تھا اور مسائل توحید میں رات دن انہماک تھا اور باریک نکات تصوف کے حل اور بیان میں خاص ملکہ پیدا ہو گیا تھا اور مخزن العرفان کے بے شمار شعر اکثر یاد تھے اور فرماتے یہ شمع خاندان چشت شاہ کمال کڑپوی کی یہ کتاب مخزن العرفان مسائل عرفان کا خزانہ ہے۔ یہ محض قیل و قال نہیں بلکہ فصوص فتوحات شیخ اکبرؒ کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔

علم تصوف کے بارے میں شاہ کمالؒ کے بقول یہ شعر پڑھا کرتے۔

سب علم کا خلاصہ علم معاملہ ہے
علم مکاشفہ ہے اس علم کا خلاصہ

اور دادا پیر شاہ جیؒ کا یہ شعر بہت پسند خاطر تھا

مغز علوم فقہ و حدیث و کتاب ہے
یہ علم مغز فقہ و حدیث و کتاب کا

حیدر آباد میں مستقل سکونت اور رشد و ہدایت کا سلسلہ

مرشد کے وصال کے بعد تجارت میں دلچسپی باقی نہ رہی اور کاروبار میں لوگوں سے کچھ اَن بَن ہوگئی تو کاروبار چھوڑا اور معتقدین کے اصرار سے غالباً سنہ ۱۹۱۰ء میں حیدر آباد کے محلّہ کاچیگوڑہ میں اپنے مرید مولوی عبدالغفار خان کے اصرار پر ان کے مکان کے قریب سکونت اختیار فرمالی۔ یہاں آجانے کے بعد مریدین اور معتقدین کا دائرہ وسیع ہوگیا۔

اکابر سلسلہ

سابق میں اس سلسلہ کے اکابر میں شال کمال نامی چار بزرگ گزرے ہیں۔ (۱) شاہ کمال الدین واجد الاسرار بیابانیؒ (۲) سید کمال الدین بخاریؒ (۳) سید کمال الدین شمع خاندان چشتؒ (۴) شاہ کمال اللہ حیدر آبادیؒ۔ بالخصوص گرمکنڈہ ضلع چتور کے شاہ کمال الدین بخاریؒ اول اور شاہ کمال الدین ثانی تیسرے شاہ کمال اللہ (مچھلی والے شاہ) ان تینوں بزرگوں کو ذریعہ بنا کر اللہ تعالیٰ نے اشاعت علوم معرفت کا خوب کام لیا۔ نیز اس سلسلہ میں عبد و رب کے حقائق اور بالخصوص عبد کی صفاتِ ناقصہ اور رب کی صفات کمال کے ذریعہ معرفت کی بات خاص طور پر پیش کی جاتی ہیں۔

آپ کے برادران طریقت

آپ کے چند برادران طریقت کے نام اس طرح ملتے ہیں۔

(۱) حکیم سید علی ملیح آبادی (۲) مولانا سید مصطفیٰ قادری حیدرآبادی مستعد پورہ (۳) سید عبدالقادر مراد نگر (۴) مولانا غوثی شاہؒ اسلام نگری سہارنپوری (۵) مولانا ہدایت اللہ شاہؒ (۶) مولانا سید احمد اہلحدیث سکندرآبادی (۷) مولوی محمد سعید حیدرآبادی (۸) شیخ محی الدینؒ عرف جلال شاہ وغیرہ۔

آپ کے خلفاء

(۱) مولانا سید حسینؒ (۲) مولانا محمد حسینؒ (ناظم ونپرتی) (۳) مولانا حین شاہ بالیمین (۴) مولانا غوثی شاہؒ (۵) سید شاہ عبیداللہؒ کڑپہ (۶) مولانا سید برکات احمد ٹونکیؒ (۷) مولانا الیاس برنیؒ وغیرہ۔

شاعری

اُردو فارسی اور خصوصاً دکنی زبان میں اشعار کا کافی ذخیرہ ہے۔ ان تمام ہی اشعار میں صوفیاء ذوق کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اُردو کا ایک شعر یہ ہے

بکتے ہیں ارزاق در عرفاں بدوکان کمالؔ
مول لوائے غافلو جلدی گراں ہونے کو ہے

ایک شعر یہ ہے

قبل شئے بعد شئے ساتھ شئ کے نہو
آنکھ دے ایسی تجھکو ہی دیکھا کروں

ملفوظات شاہ کمالؒ

ملفوظ

آپ کے ملفوظات میں سے چند کو یہاں پیش کیا جا سکتا ہے۔ کسی علم کے حاصل کرنے اور کمال پیدا کرنے میں سینکڑوں کتابیں اُلٹنی پڑتی ہیں جب کہیں کسی علم کی ماہیت کو پہنچتا ہے اور عارف محقق ایک نکتہ میں اس چیز کو بتا دیتا ہے۔

جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا اور فلسفیوں سے کھل نہ سکا

وہ راز ایک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

ملفوظ!

ایک موقع پر ارشاد فرمایا: هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ یعنی حق نے تجھ کو وجود عطا فرمایا ہے جو اس کا بڑا احسان ہے اس احسان کا بدلہ حقیقی معنوں میں یہی ہو سکتا ہے کہ تو اپنی جان و مال اور خودی قربان کر دے اور ذاتِ برحق میں فنا ہو جا تا کہ تجھ کو بقاء باللہ کا مرتبہ حاصل ہو جائے جس کا اشارہ اس آیت میں ملتا ہے اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ گویا

احسان کیا ہے حق نے حقیقی جو تیرے ساتھ

تو اس کے ساتھ کر کے یہ احساں ہے حسن خلق

ملفوظ:

خودی کو کھونے کے معنیٰ صوفیاء کے نزدیک یہ نہیں کہ اپنے قوائے ظاہری وباطنی کو فنا کردو ہر فعل کو خدا کی حول وقوت سے سمجھو اور فرمایا زہد حقیقی ترک خودی کا نام ہے۔

خدا ہوتا ہے خودی کا سر مونڈو
خودی کھونا ہے تو کامل مرشد ڈھونڈو

وجودی استغراق کے ساتھ ساتھ ہمیشہ ذکر کرتے رہنے کو بھی اس طرح فرماتے:

۱۔ دوئی سے جا گذر بول اللہ اللہ — خودی سے کر حذر بول اللہ اللہ
۲۔ مستّی کی شراب معرفت سے — ہو مست و بے خبر بول اللہ اللہ
۳۔ اجازت مرشدِ کامل سے اول — لے بعد از بے خطر بول اللہ اللہ
۴۔ کھڑے بیٹھے چلے لیٹے یہ یعنی — بہر حال و مقرر بول اللہ اللہ
۵۔ دار دنیا و مافیہا ہے ملعون — نہ ذکر حق مگر بول اللہ اللہ
۶۔ گہہ و بے گہہ نبیؐ پر بھیج صلوٰۃ — ہمہ شام و سحر بول اللہ اللہ
۷۔ نہیں وقتی یہ فرض دائمی ہے — کمالاؔ تجھ اوپر بول اللہ اللہ

وحدۃ الوجود

وحدۃ الوجود کے نظریہ کو پیش کرنے یہ رباعی بھی پیش فرماتے

خورشید بذاتہ ہے روشن بے شک
پرتو سے ہے اس کے مقتبس ماہ فلک
دو ذات ہیں ایک وجود سے یوں موجود
پس شرع حقیقت سے کہاں ہے منفک

فارسی کا ایک شعر یہ ہے

یار من نزدیک تراز من بمن بے ادتحاد
بعدیت این است خود راد رمیا نے داشتم

رانی بسم اللہ بیگم کی فرمائش پر ایک نظم لکھی جس کا ایک شعر یہ ہے

کسے نار ہی میں جلائے تو کسے نور ہی میں چلائے تو
کیا اس کو جیسی تھی اقتضاء تری شان جل جلالہ

وصال

شام کے وقت طبیعت دفعۃً خراب ہوگئی۔ حاضرین کو بلند آواز سے اللہ اللہ پڑھنے کی تاکید فرمائی اور خود بھی اللہ اللہ پڑھتے ہوئے بعد ادائی نماز مغرب بتاریخ ۲۹ / ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ بروز پنجشنبہ دکن کا یہ آفتاب حقیقت و معرفت غروب ہوگیا۔

آپ کے خلفاء و مریدین مولانا محمد حسین ناظمؒ، مولانا غوثی شاہؒ، مولانا الیاس برنی نے غسل اور تجہیز و تکفین میں ہاتھ بٹایا اور دوسرے روز بعد نماز جمعہ ٹھگی جیل حیدرآباد کی مسجد میں نماز جنازہ ادا ہوئی اور اپنی اہلیہ محترمہ کے پہلو میں بمقام سرائے الٰہی چمن میں دفن کئے گئے۔ اکثر علماء و مشائخ اور عمائدین شہر شریک جنازہ تھے۔

حیدرآباد کے مشہور خوشنویس افسر نے قطعہ تاریخ وصال کہا تھا جو سنگ مرمر کی تختی پر کندہ ہے۔

قطعہ

۱۔ بلبل گلزار وحدت طوطی عرفاں بیاں
واقف سر حقیقت سالکاں را خضر راہ
۲۔ چوں بحق پیوست افسر مصرعہ تاریخ گفت
آں مقدس واصل رب شد کمالؒ اللہ شاہ

۱۳۵۱ھ

دُعا

ملے مجھ کو تیرے کرم سے اجالے
اسی طرح تو مجھ کو اپنا بنا لے
اگر کوئی عیبوں کو میرے اُچھالے
تو اپنے کرم کی رداء میں چھپالے
اگر دشمنوں نے رچی کوئی سازش
تو کرتا ہوں میں ان کو تیرے حوالے
یہ تھوڑی سے جو زندگانی بچی ہے
سنبھل پائیگی صرف تیرے سنبھالے
ہوس نے یہاں ڈیرے ڈالے ہیں ہر سو
گناہوں سے تو میرے مولیٰ بچالے

کمالؔ اتنا مجھ کو عطا ہو خدایا
وہ راضی کرے اور تجھ کو منالے

......☆☆☆☆☆....